اظہار الحق (مؤلفہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی) کے خصائص وامتیازات

ڈاکٹر محمد عبداللہ *

مولانا رحمت اللہ کیرانوی (۱۸۱۸ء--۱۸۹۱ء) انیسویں صدی عیسوی کی نامور شخصیات میں سے ایک ہیں۔(۱) آپ ایک عالم دین، محقق، مصنف، مجاہد جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، مناظر اسلام اور ماہر تعلیم ہیں لیکن آپ کی شہرت کا بڑا سبب مسیحیت اور بائبل کا محققانہ مطالعہ اور ناقدانہ جائزہ ہے۔

انیسویں صدی عیسوی عالمِ اسلام کے لئے بالعموم اور برصغیر کے لئے بالخصوص عالمی اور یورپی استعمار اور بالادستی کی صدی ہے۔ جرمن، فرانسیسی اور برطانوی اقوام نے اس دور میں اپنا اقتدار مستحکم کیا اور نوآبادیات پر اپنا قبضہ مضبوط کیا۔

اگرچہ برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی تجارتی اغراض ومقاصد کے حصول کے لئے سترھویں صدی عیسوی کے اوائل ہی میں سرگرم ہوگئی تھی۔ تاہم تجارتی مقاصد کے ساتھ ساتھ سیاسی عزائم بھی اس میں شامل ہوتے گئے اور بالآخر انگریزوں کے مکمل غلبہ اور مغلیہ حکومت کے خاتمے پر منتج ہوئی۔(۲)

نوآبادیاتی دور میں مسلمانوں کو کئی مسائل کا سامنا تھا۔ جس میں سرفہرست اپنی تہذیب ومعاشرت، علوم وثقافت اور دینی تشخص کی بقاء کا مسئلہ درپیش تھا۔ جس کا اہم پہلو یہ تھا کہ مسیحی منادوں کو کھلی چھٹی دے دی گئی کہ وہ مسلمانوں کے دین وایمان سے کھیلیں۔ اس غرض کے لئے تعلیمی اداروں کو بالخصوص نشانہ بنایا گیا اور ایسا نظام تعلیم رائج کرنے کی کوشش کی گئی کہ مسلمان اپنی زبان، دینی علوم اور تہذیبی ورثے سے نابلد ہو جائیں۔ اس پر مستزاد مختلف ممالک کے مسیحی مشنری حکومت وقت کی نگرانی میں آزادانہ اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ مسیحی مناد اپنی تحریر وتقریر میں کھلم کھلا اسلام، پیغمبر اسلام اور قرآن حکیم کو نشانہ بناتے اور سیاسی غلبہ کے بل بوتے پر مسیحی تعلیمات کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔ اس طرح ہندوستان میں ارتداد کی ایک لہر اٹھی جس نے کئی

---

* لیکچرار، شعبہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

مسلمان گھرانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

نوآبادیاتی دور میں مسیحیوں کے بہت سے مشن ہندوستان آئے ۔جنہوں نے انفرادی واجتماعی حیثیت میں کام کیا تاہم مسیحی مناً دوں میں جرمن پادری سی ۔ جی ۔فانڈر (Rew.C.G.Pfondor) کی شہرت سب سے زیادہ تھی۔(۳) جس کی کتاب ،میزان الحق ،انگریزی زبان کے علاوہ یہاں کی مقامی زبانوں اُردو اور فارسی میں بھی موجود تھی۔اس کتاب میں پادری مذکور نے اسلام پر مسیحیت کی برتری ثابت کرنے کی کوشش کی اور قرآن حکیم کو سابقہ کتابوں کا چربہ قرار دیا۔ساتھ ہی پیغمبر اسلام کی ذات بابرکات پر ناروا حملے کیے۔(۴) پادری فانڈر اپنی اس کوشش میں تنہا نہ تھا بلکہ حکومت برطانیہ اور پادریوں کی ایک بڑی جماعت اس کی پشت پر تھی۔

پادری فانڈر اور دیگر مشنریوں کے جواب میں بہت سے مسلمان علماء متکلمین میدان عمل میں اُترے۔اس سے پہلے مسلمانوں کا براہ راست واسطہ مسیحیت و بائبل سے نہ پڑا تھا۔اس وجہ سے قدرتی طور پر مسلمانوں کی توجہ اس طرف کم تھی۔ چنانچہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے اپنے ایک ساتھی ڈاکٹر وزیرخان کی مدد سے مسیحی علماء کی تحریروں کا نہ صرف علمی میدان میں مقابلہ کیا بلکہ عملی میدان میں بھی ان کا بھرپور جواب دیا۔ابوالحسن علی ندوی کے بقول''مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے دفاع اسلام کا عظیم الشان کارنامہ ایسے زمانے میں سرانجام دیا جوانتہائی نازک اور صبر آزما تھا۔اوران کا حریف وہ تھا جس کو زمانے کے سب سے بڑے فاتح گروہ کی پشت پناہی حاصل تھی۔اور وہ بڑی دنیاوی طاقت اس کے سر پر تھی جس کے قلم رو میں آفتاب غروب نہ ہوتا تھا اور جس کے تمدن وتہذیب اور تعلیم کی پوری دنیا میں دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ دوسری طرف مولانا کیرانوی اپنے حریف کے برعکس ایسی قوم کے فرد تھے جو شکستہ خوردہ بھی تھی اور شکستہ دل بھی اور آزمائش کے سنگین ترین وقت سے گزر رہی تھی۔(۵)

مولانا رحمت اللہ کیرانوی کا مناظرہ اکبرآباد ۱۸۵۴ء اس دور کا یادگار واقعہ ہے جس میں پادری فانڈر نے دوروز کے بعد مناظرہ کے لئے آنے سے معذوری ظاہر کردی۔(۶) ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بھی مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے کیرانہ کے محاذ پر بھرپور حصہ لیا تاہم جنگ آزادی

میں جب مسلمانوں کو بوجوہ ہزیمت اٹھانا پڑی تو بہت سے علماء ہجرت کر کے مکّہ معظّمہ چلے آئے۔تو مولانا رحمت اللہ کیرانوی بھی انہی علماء میں شامل تھے جنہوں نے حرم کعبہ کو اپنا مسکن بنایا۔

دوسری طرف پادری فانڈر کو ترکی مشن پر بھیجا تو اس نے وہاں پر پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ وہ ہندوستان میں مسلمانوں کو شکست دے کر آیا ہے۔اس سے خلیفہ کو بھی تشویش ہوئی۔ چنانچہ سلطان عبدالعزیز خان نے حقیقت حال کے لئے شریف مکّہ کو لکھا کہ ہندوستان کے حاجیوں سے صورت حال معلوم کی جائے۔خوش قسمتی سے مولانا رحمت اللہ کیرانوی خود حرم میں موجود تھے۔ چنانچہ خلیفہ کے حکم سے مولانا کو دارالسلطنت استنبول بلایا گیا۔اور شاہی مہمان کے طور پر ٹھہرایا گیا۔

اگرچہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی ان مباحث کو جن پر پادری فانڈر سے مناظرہ ہوا تھا۔ شیخ العلماء سید احمد دھلان کی درخواست پر قلم بند کرنے کا ارادہ ظاہر کر چکے تھے ،تاہم سلطان عبدالعزیز خان کی فرمائش اور صدر اعظم خیرالدین، پاشا کی خواہش نے اس کو عملی صورت میں بدل دیا۔ چنانچہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے ترکی میں چھ ماہ کی مختصر مدت میں عربی زبان میں 'اظہار الحق' کے نام سے کتاب تحریر کی جس میں نہ صرف میزان الحق کے اعتراضات کا تجزیہ کیا گیا بلکہ مناظرہ کے عنوانات کو بھی اس میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ سمیٹ دیا گیا۔کتاب کے مباحث مندرجہ ذیل ہیں۔

مقدمہ (ہندوستان میں مسیحی سرگرمیوں کا مختصر جائزہ)

پہلا باب۔ بیان و تفصیل کتب عہد قدیم و جدید۔

دوسرا باب۔ بیان و تفصیل اثبات تحریف کتب عہد قدیم و جدید۔

تیسرا باب۔ بیان و تفصیل اثبات نسخ کتب عہد قدیم و جدید۔

چوتھا باب۔ بیان و تفصیل ابطال تثلیث۔

پانچواں باب۔ قرآن حکیم کا معجزہ و کلام اللہ ہونا۔

چھٹا باب۔ اثباب نبوتِ محمدیؐ (۷)

اگرچہ مسیحیت و بائبل کے ناقدانہ ادب پر پہلے بھی کتب مثلاً ابن تیمیہؒ، امام غزالیؒ اور امام ابن حزم وغیرہ متکلمین کی موجود ہیں تاہم برصغیر کے تناظر میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی کتاب

اظہار الحق نے اس ادب میں خاطر خواہ اضافہ کیا ہے۔ مولانا مفتی محمد شفیع اظہار الحق کے اُردو ترجمہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی یہ عربی تصنیف ان کی تمام عمر کی محنت اور کاوش کا نچوڑ ہے اور بلاشبہ عیسائی مذہب پر سب سے زیادہ جامع مستحکم، مدلل اور مبسوط کتاب ہے۔ دنیا کی چھ زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے اور اس نے پوری علمی دنیا سے زبردست خراج تحسین وصول کیا اور آپنے اکابر کو بھی ہمیشہ اس کتاب کی تعریف میں رطب اللسان پایا۔(۸)

اگرچہ مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کی تمام تصنیفات و تالیفات اسلام اور مسیحیت کے مناظرانہ پس منظر میں تحریر کی گئیں ہیں لیکن ان تالیفات میں جو منفرد اور امتیازی مقام اظہار الحق کو حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس کتاب کو ایک کرامت سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ رقمطراز ہیں۔

''اس کتاب کو ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اس کی تالیف کے زمانے میں عیسائی لٹریچر اسلامی زبانوں (اردو، عربی، فارسی، ترکی) میں بہت کم تھا اور جو بھی تھا وہ زیادہ تر عیسائی مشنریوں کی غرضمندانہ تحریروں پر مشتمل تھا اور مسلمانوں میں مسیحیت کی تبلیغ و ترویج کے لیے تالیف ہوا تھا۔ عیسائی اہل علم کی اندورنی تحقیق و تفتیش فرنگی زبانوں میں تو تھی لیکن اسلامی زبانوں میں اس کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا تھا۔ خود فرنگی زبانوں سے مسلمانوں کم ہی واقف تھے۔ مسلمان علماء اس سے بھی کم تر اس کے باوجود مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نے جو کتاب استنبول (ترکی) میں بیٹھے بیٹھے لکھ ڈالی اس سے بہتر تو کیا اس کے برابر بھی اب چودہ صدی ہجری کے اواخر کے فاضل سے فاضل مسلمان اہل علم و قلم لکھنے کے اپنے آپ کو نا قابل پاتے ہیں اس سے بڑی اور کیا کرامت ہوگی''۔(۹)

ذیل میں کتاب کے نمایاں پہلوؤں پر ایک نظر ڈالتے ہیں:۔

ا۔ مدافعانہ کی بجائے جارحانہ پہلو:

سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں:

''مولفؒ نے دفاعی موقف کے بجائے حملہ آور ہونے کا موقف اختیار کیا ہے اور یہ موقف

بہت ہی کارآمد ہوتا ہے کہ حریف کو دفاعی پوزیشن میں ڈال دیا جائے اور اس کو مجبور کیا جائے کہ وہ ملزم کے کٹہرے میں کھڑا ہو اور وہ اپنی صفائی پیش کرے، پہلے علماء نے اس بات کو محسوس نہیں کیا تھا اور تورات وانجیل اور قرآن کو ہم پلہ سمجھ کر گفتگو کرتے تھے اس طرح ان قدیم صحیفوں کو وہ اہمیت حاصل ہو جاتی تھی جس کے حقیقتاً وہ مستحق نہ تھے۔ حالانکہ خود حاملین تورات وانجیل یہ تسلیم نہیں کرتے کہ قرآن کی طرح بغیر کسی تغیر وتبدل کے آسمانی صحیفوں کا امتیاز ان میں پایا جاتا ہے۔" (۱۰)

مزید لکھتے ہیں:۔

"شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت مناسب قدم اٹھایا تھا کہ اپنی کتاب **الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح** میں جارحانہ موقف اختیار کیا تھا کیونکہ اہل تحقیق علماء کے نزدیک تورات وانجیل کی حیثیت دوسرے تیسرے درجہ کی احادیث وسیرت کی کتابوں سے زیادہ نہیں ہے اور نہ ان صحیفوں کی ثابت شدہ سند ہے۔ ان صحیفوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد مختلف مرحلوں میں مرتب کیا گیا ہے ان میں کچھ حضرت مسیح کے اقوال ہیں اور کچھ ان کے معجزات کا بیان ہے اور کچھ ان کے اخلاق واعمال کا ذکر ہے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نے بہت گہرائی کے ساتھ ان صحیفوں کا مطالعہ کیا تھا اور اس کی تہہ کو پہنچ گئے تھے۔ (۱۱)

۲۔ احترام فریق مخالف:

اگرچہ آپ کی جملہ تالیفات بالعموم اور اظہار الحق بالخصوص مناظرانہ اسلوب میں لکھی گئیں ہیں مگر آپ نے فریق مخالف کا خواہ وہ مناظرہ کا میدان ہو یا قلم کا پورا پورا احترام کیا ہے، ڈاکٹر محمد حمید اللہ رقمطراز ہیں:۔

"مولفؒ نے ہر جگہ اپنے قلم کو معین مخالف کے متعلق سب وشتم سے پاک رکھا ہے چاہے اس معین عیسائی مولفؒ نے کتنی ہی گندہ ذہنی کیوں نہ کی ہو (اگرچہ غیر معین اور عام طور پر مولانا مرحوم نے بارہا ان مشنریوں کی بددیانتی کا ذکر کر کے یہاں تک کہا ہے کہ وہ ان کی طبیعت اور سرشت میں داخل ہے اور ناقابل اصلاح، مگر معین شخص کے متعلق کبھی یہ نہیں کہا ہے۔ (۱۲)

خود مولف ایک جگہ لکھتے ہیں:

''مگر چونکہ اس قسم کے الفاظ ناشائستہ ہیں اس لیے میں ان کے حق میں کبھی استعمال نہیں کرونگا خواہ وہ ایسے الفاظ یا اس قسم کے دوسرے الفاظ علماء اسلام کی شان میں کتنے ہی استعمال فرماتے رہیں۔''(۱۳)

۳۔بنیادی مآخذ سے استفادہ:

مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نے جن حالات میں کتاب تالیف کی اس پس منظر کو ذہن میں رکھا جائے اور پھر کتاب کے مآخذ و مصادر پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے کو مولفؒ نے بالکل بنیادی مآخذ کو سامنے رکھا ہے اور بقول ڈاکٹر حمید اللہ اس کی تالیف کے زمانے میں عیسائی لٹریچر اسلامی زبانوں میں بہت کم تھا۔خود فرنگی زبانوں سے مسلمان کم ہی واقف تھے مسلمان علماء اس سے بھی کم ،ان حالات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے ساتھ ہی مؤلفؒ اس امر کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ یہ کتابیں ان ممالک میں جن پر انگریزوں کا تسلط ہے بڑی کثر سے ملتی ہیں جس کسی کو شک ہو نقل کو اصل کے مطابق کرسکتا ہے۔(۱۴)

۴۔مطالعہ میں وسعت و گہرائی:

کتاب کے مطالعہ سے اس بات کا اندزہ کرنا قطعی مشکل نہیں ہے کہ مولفؒ کی نظر حالات واقعات کے علاوہ جدید وقدیم علوم پر بہت گہری ہے۔مثلاً ایک جگہ مولفؒ لکھتے ہیں:۔

''پادری ڈاکٹر کیٹ نے منکرین مسیح کے رد میں ایک کتاب انگریزی زبان میں لکھی ہے جس کا ترجمہ پادری مریک نے فارسی زبان میں کیا ہے۔اس کا نام، کشف الآثار فی قصص بنی اسرائیل، رکھا ہے یہ کتاب دار السلطنت ایڈ برگ میں ۱۸۴۶ء میں طبع ہوئی۔ہم اسکی عبارت کا ترجمہ نقل کرتے ہیں صفحہ ۷۰ پر کہتا ہے۔۔۔نیز طامس نیوٹن نے کتب مقدسہ کی پیشگوئیوں پر ایک ایک تفسیر لکھی ہے یہ تفسیر ۱۸۰۳ء میں لندن میں اچھی ہے۔اس تفسیر کی جلد ۲، ص ۶۳ ،۶۴ میں وہ کہتا ہے''وغیرہ، وغیرہ (۱۵)

پوری کتاب میں جا بجا اس طرح کی تفصیلات موجود ہیں۔جس سے مولفؒ کے مطالعہ کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

۵۔ دیگر زبانوں سے استفادہ:

یہ بات تو محقق ہے کہ مولفؒ عربی، اردو اور فارسی میں تحریر وتقریر پر مکمل قدرت رکھتے ہیں جس کا بین ثبوت ان کی تینوں زبانوں میں تالیفات ہیں۔ تاہم انگریزی زبان کے سلسلے میں ان کی معاونت ڈاکٹر وزیر خان نے کی ہے مولانا نے ان کے تراجم سے استفادہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں اظہار الحق اور دیگر کتب میں دیگر زبانوں مثلاً عبرانی، سریانی، یونانی وغیرہ کا تذکرہ بھی ملتا ہے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولفؒ کو ان زبانوں میں درک حاصل تھا۔ مثلاً مولفؒ کے یہ بیانات ملاحظہ ہوں:۔

''کتاب خروج کے باب ۱۲، آیت ۴۰، عبرانی نسخے میں اس طرح ہے اور سامری اور یونانی نسخے میں یوں ہے۔ یہ مجلہ عبرانی نسخوں میں موجود نہیں ہے اور صحیح وہی ہے جو یونانی نسخے میں ہے''۔(۱۶)

۶۔ شواہد و دلائل کی کثرت:

مولفؒ اظہار الحق کے مطالعہ اور وسعت کا اندازہ کتاب کے سرسری مطالعہ سے ہوسکتا ہے۔ جب بھی کسی مسئلہ پر شواہد و دلائل دیتے ہیں تو اس کثرت سے دیتے ہیں کہ مخالف کو انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور بقول مولانا نور محمد:۔

''مولانا نے ہر ایک مسئلہ کی دلیل اور ہر ایک سوال کا جواب اس بسط اور تفصیل سے لکھا ہیکہ کہیں بیس بیس، چالیس چالیس دلیلیں اور حوالے دیکر بھی بس نہیں کی اور اچھی طرح دروغ گو کو اس کے گھر تک پہنچ دیا ہے''۔(۱۷)

مثال کے طور بائبل کے اختلافات میں **الفصل الثالث فی بیان هذه الکتب مملوة من اختلافات والا غلاط،** میں مولف نے ۱۲۵ اختلاف کا ذکر کیا ہے۔ اور اغلاط ۱۱۰ ابتائی ہیں۔ اسی طرح **الباب الثانی فی اثبات تحریف** ، میں تبدیلی کے ۳۵ دلائل اور کمی کے ۲۰ دلائل نقل کئے ہیں۔ یہی حال پوری تالیف کا ہے۔ دلچسپ پہلو یہ ہے کہ ہر بحث پر مولفؒ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بے شمار دلائل ہیں ان میں سے کچھ پیش خدمت ہیں، مزید براں ان دلائل میں تنوع پایا

جاتا ہے۔مثلاً شواہد،النوع ،الوجہ،الغلط ،اختلاف،وغیرہ کے نام دیئے ہیں۔

۷۔کتاب کا عمومی اسلوب:

اگر چہ کتاب کا مجموعی اسلوب مناظرانہ ہے مگر بہ غور مطالعہ کرنے سے استدلال کے مندرجہ ذیل پہلو سامنے آتے ہیں۔

(ا)الزامی استدلال:

کتاب میں الزامی انداز بکثرت پایا جاتا ہے۔اور یہی وہ اسلوب ہے جس میں فریق مخالف دفاعی موقف اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔اس کی دومثالیں ہم یہاں نقل کرتے ہیں:۔

۱۔ جہاد پر وارد شدہ اعتراضات کے جواب میں مولفؒ نے شرائع سابقہ سے اثبات کرتے ہوئے بائبل سے بیسوؤں حوالے نقل کر دیئے ہیں۔(۱۸)

۲۔ مسیحی علماء نے حضور اکرم ﷺ پر تعدادازواج کا الزام لگایا اس اعتراض کی مولفؒ نے چار صورتیں بتائی ہیں۔اس کے جواب میں مولفؒ نے جو پہلی بات بتائی وہ یہ کہ سابقہ شریعتوں میں ایک سے زائد شادی کرنا جائز تھا،مثلاً حضرت ابراہیمؑ کی بیویوں کا ذکر،حضرت یعقوبؑ، جدعون،حضرت داؤد کی کئی کئی بیویاں بائبل سے ثابت ہیں‘‘۔(۱۹)

(ب)عقلی استدلال:

الزامی جوابات کے ساتھ عقل استدلال بھی کتاب میں بہت پایا جاتا ہے۔مثلاً تثلیث کا عقیدہ عقل کی کسوٹی پر۔مولفؒ نے اس ضمن میں دس دلائل دیئے ہیں ایک دلیل یہ ہے:

’’اگر عیسائیوں کے قول کے مطابق خدا کی ذات میں ایسے تین اقنوم مان لیے جائیں جو حقیقی امتیاز کے ساتھ ممتاز ہیں تو اس سے قطع نظر اس سے خداوں کا کئی ہونا لازم آتا ہے یہ بات بھی لازم آئے گی کہ خدا کوئی حقیقت واقعیہ نہ ہو بلکہ محض مرکب اعتباری ہو‘‘۔(۲۰)

سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں:

’’حضرت کیرانویؒ نے عقیدہ تثلیث کو عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر اس کا عملی تجزیہ کر کے دکھایا

کہ کوئی صاحب ذوق اس کو تسلیم نہیں کرتا"۔(۲۲)

(ج) تحقیقی استدلال:

مولانا کیرانویؒ نے مذکورہ بالا اسلوب کے ساتھ ساتھ خالص تحقیقی اسلوب بھی اختیار کیا ہے۔اس انداز تحقیق کی باریکیوں پر مولفؒ کو داد تحسین دیئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔اول تو مولفؒ نے کتاب کا حوالہ دینے کا پورا اہتمام کیا ہے۔مثلاً میزان الحق مطبوعہ ۱۸۴۹ء بزبان فارسی باب ۳، فصل ۳، صفحہ ۲۲۷، ۲۳۸، حل الاشکال، مطبوعہ ۱۸۴۷ء، باب ۴، صفحہ ۵۱۔(۲۲)

ولیم میور، تاریخ کلیسا، مطبوعہ ۱۸۴۸ء باب ۳، پادری تھامس، مراۃ الصدق، مطبوعہ، ۱۸۵۱ء، صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱ وغیرہ۔

اسی طرح کسی مسئلہ کی تحقیق کرتے ہیں تو اس کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہیں۔اور اس پر تحقیق کا حق ادا کر دیتے ہیں مثلاً عقیدہ تثلیت کے باب میں، مقدمہ باب (جس میں مولف نے بارہ اہم باتیں تحریر کی ہیں)، عقلی بنیادوں پر، عقیدہ تثلیت اقوال مسیح کی روشنی میں، نصاری کے دلائل کا تجزیہ،۔(۲۳)

۸۔اخذِ نتائج کا اہتمام:

فاضل مولفؒ اپنے دلائل وشواہد کا بڑی عمدگی سے تجزیہ کرتے ہیں اور اہم نتائج قارئین کے سامنے لاتے ہیں جس سے فیصلہ تک پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے۔مثلاً لکھتے ہیں۔آدم کلارک کے اعتراضات سے حاصل ہونے والے عظیم نتائج، اس ضمن میں مولفؒ نے سات اہم باتیں اخذ کی ہیں۔

۹۔واضح اور سادہ اسلوب:

فاضل مولفؒ نے اپنی تالیف میں واضح سادہ اور عام فہم انداز اپنایا ہے۔چنانچہ سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں:

"مولانا کیرانویؒ نے زیادہ جزئیات سے بحث نہیں کی ہے کیونکہ اس میں بحث ومباحثہ اور چوں چرا کی گنجائش رہتی ہے مولانا نے صاف نظر آنے والی اور آسانی سے سمجھ میں آنے والی باتیں

ذکر کی ہیں جس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوسکتی۔ مثلاً انہوں نے بائبل میں ایک دوسرے سے متضاد باتوں کو نکال دکھایا ہے کہ کوئی الہامی کتاب جس میں تحریف نہ ہوئی ہو اس طرح کی متضاد باتوں کا مجموعہ نہیں ہوسکتی اس طرح کی ایک سو آٹھ کھلی ہوئی غلطیوں کو انہوں نے دکھایا ہے۔ یہ باتیں ایسی ہیں جیسے ریاضی کے فارمولے ہوتے ہیں دو اور دو چار کی طرح جس کے نتائج سب کے سامنے ہیں دوسرے کھلی ہوئی تحریف کے نمونے ہیں جہاں الفاظ کے اضافے ہیں۔ کہیں کمی ہے کہیں تشریحی جملے ہیں اس طرح یہ کتاب ایک آسمانی صحیفہ کا درجہ حاصل ہی نہیں کرسکتی''۔ (۲۴)

۱۰۔ حقانیت اسلام کا اثبات:

مولفؒ نے جہاں عیسائیوں کی کتب وعقائد کو بے بنیاد ثابت کر دیا ہے وہاں اسلام کی حقانیت کو ہر طرح سے کھول دیا ہے۔ چنانچہ ابوالحسن علی ندویؒ کے بقول:

''حضرت کیرانویؒ نے صرف یہی نہیں کیا کہ عیسائیت کے عقائد اور ان کے صحیفوں کی حقیقت کھول کر دکھا دی ہے بلکہ قرآن کریم پر جو ان کے اعتراضات رہے ہیں اس کا بھی تسلی بخش جواب دیا اور دکھایا کہ قرآن کریم کے کتاب اللہ ہونے میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے اس سلسلے میں عیسائیوں کے پیدا کردہ شبہات کا جواب دیا اور اسی سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت مقدسہ، معجزات کو بیان کیا اور آپ کے حق میں انبیاءِ سابقین نے جو بشارتیں دی ہیں ان میں سے اٹھارہ بشارتوں کا ذکر کیا۔'' (۲۵)

۱۱۔ مولف کا استحضار:

زیر نظر تالیف میں مولانا کیرانویؒ کے استحضار کی داد دینا پڑتی ہے۔ مولفؒ نے اپنی دیگر تصانیف مثلاً ازالۃ الاوہام، اعجاز عیسوی، ازالۃ الشکوک اور معدل اعوجاج المیزان کا جابجا حوالہ دیا ہے۔ مزید براں مولفؒ کا پادری فانڈر سے مشہور مناظرہ کا بھی اس میں احوال موجود ہے۔ علاوہ ازیں مسیحی علم الکلام کے تناظر میں دیگر کتب استفسار، کشف الاستار وغیرہ کا بھی تعارف کرایا ہے اور بعض مقامات پر ان سے استدلال بھی کیا ہے۔

کتاب کے قابل توجہ پہلو:

کتاب کے ان پہلوؤں کا تذکرہ کرنے کے بعد اس کے بعض قابل توجہ پہلوؤں پر بھی مختصر بحث کی جاتی ہے۔ ہماری یہ بحث زیادہ تر ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے ایک مضمون سے ماخوذ ہے۔ جس کے اہم نکات یہ ہیں:

ا۔تحریف بائبل اور تراجم:

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:۔

''البتہ ایک چیز سے مجھ ناچیز کو اتفاق نہ ہو سکا وہ یہ کہ مولفؒ نے بارہا اس امر سے استدلال کیا ہے کہ تورات وانجیل کے اردو، فارسی اور عربی تراجم ہر وقت بدلتے ہیں اور کبھی کچھ اور کبھی کچھ ترجمہ کیا جاتا ہے۔

میں ادب سے گذارش کرونگا کہ اعتراض ترجموں پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ اصل کو دیکھنا چاہیے۔انجیل (عہد جدید) کی موجودہ اصل یونانی ہے اگر یونانی متن آئے دن بدلا جاتا ہے تو وہ تحریف ہوگی لیکن اگر صرف انگریزی ،فرانسیسی وغیرہ ترجموں کی عبارتیں بدلتی رہتی ہیں تو وہ ناگزیر ہیں قرآن مجید کے مستند اردو تراجم شاہ عبدالقادر، شیخ الہند، مولانا مودودی وغیرہ کو لے کر مقابلہ کیجئے سو فیصد صورتوں میں الفاظ ہی میں نہیں۔ مفہوم بھی یکساں نہیں۔ یہ مترجمین کی انفرادی فہم کا معاملہ ہے ان کے تراجم کا وبال اصل عربی قرآن مجید پر نہیں پڑتا کیونکہ وہ چودہ سال سے نہیں بدلا اس لیے انجیل اور تورات کے تراجم کا اختلاف اگر اس بنا پر ہے کہ وہ اصل یونانی یا عبرانی کے مفہوم کے سمجھے میں اختلاف کے باعث ہے تو اس سے استدلال درست نہیں''۔(۲۶)

ڈاکٹر موصوف کا تحریف بائبل میں مذکورہ نقطہ نظر بجا ہے تاہم اس رائے سے راقم دووجوہ کی بنا پر اختلاف کی جسارت کرتا ہے۔

اولاً مولفؒ کا یہ کہنا کہ ہمارا مسیحیوں سے تحریف معنوی میں کوئی اختلاف نہیں اس کو تو وہ بھی تسلیم کرتے ہیں اور ہم بھی ہمارا ان سے اختلاف تحریف لفظی میں ہے۔اور یہ تراجم ہی میں ہوتی ہے کیونکہ مسیحیوں میں متداول کتب یہی تراجم ہیں اور کوئی مسیحی اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ جہاں تک

اصل یونانی متن کا تعلق ہے تو اس کو الا ماشاء اللہ کسی نے دیکھا ہو یا اس سے استفادہ ممکن ہو۔ اس لیے عوام الناس میں اعتبار مروجہ تراجم ہی کا کیا جائے گا۔

ثانیاً: جہاں تک ڈاکٹر موصوف قرآن حکیم کے متن کے ساتھ موازنے کا تعلق ہے تو یہ موازنہ سرے سے غلط ہے کیونکہ مسلمانوں کا ایمان ویقین اس قرآن حکیم پر ہے جو دفتین میں عربی نصوص کے ساتھ مرقوم ہے۔ جہاں تک قرآن حکیم کے دیگر زبانوں میں تراجم کا تعلق ہے تو اس سے تفہیم آیات میں تو مدد لی جاسکتی ہے ایمان واعتقاد ان تراجم پر ہرگز ضروری نہیں۔

۲۔ انگریزی تلفظ کا مسئلہ:

محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

''اصل کتاب عربی میں ہو یا ترکی میں الفاظ پر اعراب نہیں ہوتا خاص کر صدی بھر پہلے کینشریات میں اسی طرح فرنگی اور اجنبی ناموں اور لفظوں کا صحیح تلفظ معلوم ہونا دشوار ہو جاتا ہے۔ مزید براں عربی میں پ، چ، ژ، ک ہیں نہ ٹ، ڑ، ڈ، ں، ھ، ے۔ جب نام کو معرب کیا جاتا ہے تو وہ اصل سے دور ہو جاتا ہے ایک مزید پیچیدگی اس سے یہ ہو جاتی ہیکہ فرانسیسی، جرمن، اطالوی وغیرہ ناموں کی اگر انگریزی کے طور پر تلفظ کریں تو ہو وہ اکثر نا قابل شناخت ہو جاتے ہیں سونے پہ سہاگہ اور طباعت کی غلطیاں کچھ کی کچھ کر دیتی ہیں۔ (۲۷)

مزید لکھتے ہیں۔

''اصل عربی کے ایک اور تکلیف دہ پہلو کی طرف بھی اشارہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مولانا رحمت اللہ کو غالباً انگریزی نہیں آتی تھی اور ان کے مددگار مسلمان کی نظر اسلامی ادبیات اور ثقافتی میراث پر کافی نہ تھی نتیجہ یہ ہوا ہے کہ خالص اسلامی چیزیں فرنگی لباس میں نظر آئیں تو اپنوں اور پرایوں مین بارہا امتیاز نہیں ہوا ہے مثلاً شہر انطاکیہ کو انطوخ لکھا ہے۔ موسیٰ بن میمون کو ممانی ویز، مانی کو تومانی لکھا ہے لیکن نہ سمجھے نائس بھی اصلاح طلب ہے فرانسیسی شہر میں Nice کو چاہے نائس کہہ لیں لیکن پادریوں کا مشہور اجتماع (Nicess) نیسے یا (Nicea) نیسے آمیں ہوا تھا جو فرانس کا نہیں ترکی کا مشہور شہر ہے استنبول کے قریب۔ مولانا مرحوم شہر آرام سے واقف ہیں لیکن وہاں کی بولی کو عرامائی لکھتے ہیں

حالانکہ آرامی میں ہونا چاہے"۔(۲۸)

۳۔کتابوں کے نام میں یکسانیت کا فقدان:

کتاب میں کہیں کہیں بائبل کی ترتیب کے برعکس ترتیب بھی نظر آتی ہے اگرچہ ایسا بہت کم ہوا ہے۔تاہم بعض کتابوں کے نام میں یکسانیت اختیار نہیں کی گئی مثلاً کبھی مولف ؒ کتاب تکوین لکھتے ہیں اور کبھی خلیقہ۔(۲۹)

۴۔ایک ہی فرقہ کی تردید:

اظہار الحق میں مولف نے زیادہ تر پراٹسٹنٹ (Protestent) فرقے کی تردید میں لکھا ہے کیونکہ ان کے بقول ہندوستان میں ان کی اکثریت ہے۔دیگر فرقوں کا ضمناً تذکرہ موجود ہے البتہ ہدف فرقہ پروٹسٹنٹ کو ہی بنایا گیا ہے۔ دوسرے فرقوں مثلاً کیتھولک اور ارتھوڈ یکس کے عقائد و نظریات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔(۳۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے حالات زندگی کے لئے دیکھیئے: سلیم مولانا محمد، ایک مجاہد معمار، مدرسہ صولتیہ پوسٹ بکس نمبر ۱۱۴ مکہ معظمہ ۱۹۵۲ء، ص ۸۶، ۵۷؛ امداد صابری، آثارِ رحمت، مطبوعہ یونین پرنٹنگ پریس دھلی۔ ص ۶۵۶۰۔

۲۔ اس دور کے حالات ملاحظہ ہوں: سر سید احمد خان، رسالہ اسباب بغاوت ہند، باردوم اُردو اکیڈمی سندھ، کراچی، ۱۹۸۶ء ص ۱۲۲۔۱۲۵۔

۳۔ سی۔جی فانڈر کے حالات کے لئے دیکھئے۔ غلام محی الدین، سید، سی۔جی۔ فانڈر، ماہ نامہ ذکر و فکر، دھلی،

ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۸ء ۸۶۔۹۰ نیز تاریخ کلیسائے پاکستان ص ۱۸۴

۴۔ فانڈر، سی۔جی۔ قسیس اعظم، میزان الحق، باردوم پنجاب ریلجس بک سوسائٹی انارکلی، لاہور ۱۹۶۲ء ص ۲۸۔۳۱؛

Powell, A.A, Muslims and Missonaries in pre-Mutniy India, Curson Press Lld,U.K.1993, P 138.

۵۔ ابوالحسن علی ندوی، اظہار الحق اور اس کے مولف مولانا رحمت اللہ کیرانوی (اُردو ترجمہ) ذکر و فکر دھلی حوالہ مذکور، ص ۲۱

۶۔ مناظرہ کی مکمل روداد کے لیے ملاحظہ ہو۔ ملکاوی، عبد القادر، المناظرۃ الکبریٰ، المطابع الصفا بمکۃ، الریاض ۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰۔

۷۔ رحمت اللہ کیرانوی، اظہار الحق (**دراسة و تحقيق وتعليق الدكتور محمد** عبد القادر ملکاوی) **الا دارة العامة للبطع التر جمه۔ الرياض** ۱۹۸۹ء، ص ٦

۸۔ رحمت اللہ کیرانوی، اظہار الحق (اُردو ترجمہ بائبل سے قرآن تک) مکتبہ دار العلوم

۸۔ رحمت اللہ کیرانوی، اظہار الحق (اُردو ترجمہ بائبل سے قرآن تک) مکتبہ دار العلوم کراچی، پیش لفظ ص ۲۱ واضح رہے۔مفتی محمد شفیع کی یہ رائے ۱۹ء کی ہے۔اب تک بارہ زبانوں میں کتاب کے ترجمے ہو چکے ہیں۔

۹۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی کتاب اظہار الحق اور اس کا اُردو ترجمہ، ماہ نامہ البلاغ کراچی، ۷: ۳ مئی ۱۹۷۲ء، ص ۲۰۔

۱۰۔ نفس مصدر

۱۱۔ ندوی ابوالحسن علی، سید، اظہار الحق اور اس کے مولف مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ، (اردو ترجمہ عبداللہ عباس ندوی، ذکر وفکر (دھلی)، حوالہ مزکورہ، ص ۲۱۔

۱۲۔ نفس مصدر۔

۱۳۔ محمد حمید اللہ ڈاکٹر، حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی کتاب اظہار الحق اور اس کا اردو ترجمہ، حوالہ مذکور، ص ۲۴۔

۱۴۔ اظہار الحق، ج ۱، ص ۸۵ (مقدمہ)۔

۱۵۔ نفس مصدر، ج ۱، س ۱۲۰ مقدمہ)۔

۱۶۔ نفس مصدر، ج ۲، ص ۳۲۴۔

۱۷۔ نفس مصدر، ج ۳، ص ۸۷۰۔

۱۸۔ اخبارِ منشور محمدی (بنگلور) بحوالہ آثار رحمت، ص ۳۳۲۔

۱۹۔ مزید لکھتے: اظہار الحق، ج ۴، ص ۱۲۵۶۔۱۳۰۰۔

۲۰ تفصیلات کے لیے دیکھئے: اظہار الحق، ج ۴، ص ۱۳۱۹۔۱۳۵۰۔

۲۱۔ اظہار الحق، ج ۲، ص ۲۵۲۔

۲۲۔ ندوی ابوالحسن علی، سید، حوالہ مذکورہ، ص ۲۲۔

۲۳۔ اظہار الحق، ج ۱، ص ۲۵۔

۲۴۔ نفس مصدر، ج ۳، ص ۲۸۲۔

۲۵۔ ندوی، ابوالحسن علی، سید، حوالہ مذکور، ص۲۲۔

۲۶۔ نفس مصدر۔

۲۷۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، حوالہ مذکورہ، ص۲۴۔

۲۸۔ نفس مصدر، ص۲۳۔

۲۹۔ نفس مصدر، ص۲۵۔

۳۰۔ نفس مصدر۔

☆☆☆☆☆☆☆☆